روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
بدھ 12 مارچ 2014ء 10 جمادی الاول 1435 ہجری 12/ امان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 58

بخل کرنے والے

(یعنی) وہ لوگ جو (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور اس کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے اور ہم نے کافروں کے لئے بہت رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔ (النساء:38)

اخلاق عالیہ صحابہ کرامؓ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکرؓ قبول اسلام کے بعد چالیس ہزار درہم کے مالک تھے جو سب خدا کی راہ میں خرچ کر دئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر تحریک کی گئی تو گھر کا سارا مال لاکر پیش کر دیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ”جتنا فائدہ مجھے ابوبکر کے مال نے دیا اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا۔“

(استیعاب جلد 3 ص 94، اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 218)

محنت کی کمائی اور رزق حلال کا اتنا خیال تھا کہ خلافت کے دوسرے ہی روز کپڑوں کی گٹھڑی اٹھا کر روزی کمانے چلے تو راستہ میں بعض جلیل القدر صحابہ ملے۔ انہوں نے کہا اب آپ کا خرچ بیت المال ادا کرے گا۔ آپ قومی ذمہ داریوں کو سنبھالیں۔

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 184)

حضرت ابوبکرؓ میں خدمت خلق کا جذبہ بھی کمال کا تھا۔ خلافت سے قبل آپ مدینہ میں اپنے محلّہ کے گھروں کی بکریوں کا دودھ دوہ کر دیا کرتے تھے۔ جب خلیفہ ہوئے تو قبیلہ کی ایک کم سن لڑکی کہنے لگی اب ہماری بکریاں کون دوہا کرے گا؟ حضرت ابوبکرؓ کو پتہ چلا تو فرمایا ”میں ہی تمہاری بکریاں دوہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو منصب مجھے عطا فرمایا ہے اس سے میرے اخلاق تبدیل نہیں ہوں گے۔ بلکہ مزید خدمتوں کی توفیق پاؤں گا۔“ چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد بھی آپ قبیلہ کی بکریاں دوہ دیا کرتے تھے اور وہ لونڈی جس طرح کہتی اس کے مطابق یہ خدمت بخوشی انجام دیتے۔

(مسند احمد جلد 1 صفحہ 8، اسدالغابہ جلد 3 صفحہ219)

حضرت عمرؓ مدینہ کی ایک نابینا عورت کی خبرگیری فرمانے گئے وہاں آکر دیکھا کہ کوئی دوسرا آدمی پہلے آکر اس کے کام کر جاتا تھا۔ ایک دفعہ پہلے آکر چھپ کر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفۃ الرسول ﷺ پوشیدہ طور پر اس بڑھیا کی خدمت کرتے اور اس کے کام سرانجام دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں دیکھ کر کہا ”آپ ہی ایسے آدمی ہو سکتے تھے۔“

(ابن اثیر مترجم جلد سوم صفحہ 134)

حضرت ابوبکرؓ حقوق اللہ اور حقوق العباد ہر پہلو سے تمام نیکیوں کے جامع وجود تھے۔ ایک دن نبی کریمؐ نے صحابہؓ کی تربیت کی خاطر ان کا محاسبہ کرتے ہوئے پوچھا کہ آج اپنے کسی بیمار بھائی کی عیادت کس نے کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا انہیں اس کی توفیق ملی ہے۔ پھر فرمایا آج نفلی روزہ کس نے رکھا ہے؟ پتہ چلا کہ حضرت ابوبکرؓ روزہ سے ہیں۔ پھر آپ نے صدقہ دینے اور مسکین کو کھانا کھلانے کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ انہوں نے اس کی بھی توفیق پائی ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے کسی مسلمان بھائی کی نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوبکرؓ نے بتایا کہ میں نے نماز جنازہ میں بھی شرکت کی ہے۔ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن میں یہ سب نیکیاں جمع کرنے کی توفیق پائی اس پر جنت واجب ہوگئی۔

(مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 164 و اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 217)

(بحوالہ سیرت صحابہ رسول ﷺ از حافظ مظفر احمد صاحب)

عشرہ تعلیم

(یکم تا 10/ اپریل 2014ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسرا عشرہ تعلیم یکم تا 10/ اپریل 2014ء کو منایا جا رہا ہے۔ اس عشرے میں تمام سیکرٹریان تعلیم درج ذیل امور کے لئے کوشش کریں کہ:۔

☆ تمام طلبہ/ طالبات کے کوائف اکٹھے کئے جائیں باقاعدہ رجسٹر تیار کیا جائے۔

☆ ایسے طلبہ جنہوں نے گزشتہ تین سالوں میں بارہویں کلاس سے پہلے تعلیم ترک کی ہوئی ہے انہیں دوبارہ تعلیم جاری کرنے کے لئے کہا جائے۔ حضور انور نے فرمایا ”میں کہوں گا کہ ہر احمدی بچہ کم از کم ایف اے ضرور پاس کرے۔“

سیمینارز کوچنگ کلاسز اور کونسلنگ کی جائے۔

☆ سکول میں اول دوم، سوم آنے والوں کو انعامات دینے کی تقریبات کی جائیں۔

☆ لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے جن میں درسی کتب بھی رکھی جائیں۔

☆ حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھوائے جائیں۔

☆ میٹرک انٹر میڈیٹ کے رزلٹ اکٹھے کئے جائیں۔

☆ امداد طلباء کے وعدہ جات اور ان کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کی جائے۔

☆ اپنی کارکردگی کی رپورٹ عشرہ منانے کے بعد سیکرٹریان تعلیم اضلاع کی وساطت سے مرکز بھجوائی جائے۔ سیکرٹریان تعلیم اضلاع اپنی ماہانہ رپورٹ کے ساتھ عشرہ کی رپورٹ بھجوائیں۔ پہلے عشرہ میں جو کمی رہ گئی تھی اب اسے پورا کر لیا جائے۔

(نظارت تعلیم)

☆......☆......☆......☆

اداریہ

قادیان کا ایک اجتماعی وقارعمل

حضرت مصلح موعودنے تحریک جدید کے آغاز کے ساتھ ہی جماعت کو ہاتھ سے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ تحریک جدید کا 16واں مطالبہ یہ ہے۔

اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

جب حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی۔ تو ابتداءً تنظیم کی ذمہ داریاں علمی میدان تک محدود تھیں۔ اپریل 1938ء میں حضور نے اس کے منشور میں 5 نکات مزید شامل کئے اور پہلا نکتہ یہ لکھا۔

''اپنے ہاتھ سے روزانہ اجتماعی صورت میں نصف گھنٹہ کام کرنا''

یہ وقارعمل کی ابتدائی شکل تھی۔ پھر حضور نے اسے اجتماعی وقارعمل کی شکل میں منظم کیا اور 3فروری1939ء کے خطبہ میں فرمایا:

میرے نزدیک مجلس خدام الاحمدیہ کو چاہئے کہ وہ مہینہ میں ایک دن ایسا مقرر کریں جس میں ساری جماعت کو شمولیت کی دعوت دیں بلکہ میرے نزدیک شاید زیادہ مناسب ہوگا کہ بجائے ایک گھنٹہ کام کرنے سے سارا دن کام رکھا جائے۔ (مشعل راہ جلد نمبر1 صفحہ 92)

حضور کے مزید ارشادات کی روشنی میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اسے تنظیمی شکل دی۔ آغاز میں اسے یوم عمل کہا جاتا تھا جسے بعد میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس (بعد میں خلیفۃ المسیح الثالث) نے وقارعمل کا نام دیا۔ 40-1939ء میں 6 مرتبہ ایسا وقارعمل کیا گیا۔

(تاریخ خدام الاحمدیہ جلد نمبر1 صفحہ 76)

آج کی نشست میں ایک اجتماعی وقارعمل کی مختصر روداد پیش کرنا ہے۔ جس میں سیدنا حضرت مصلح موعود نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اور الفضل میں ''قادیان میں ساتواں اجتماعی یوم عمل'' کے نام سے اس کی روداد شائع ہوئی۔ الفضل لکھتا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ساتواں یوم عمل 28 مارچ 1940ء کو منایا گیا۔ مختلف محلوں کے اصحاب مقام عمل پر صبح نو بجے پہنچ گئے۔ یہ مقام سٹار ہوزری ورکس کے قریب تھا جہاں پہلے بھی مٹی ڈالی جا چکی ہے۔ چونکہ مٹی کافی دور سے لانی پڑتی تھی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ ایک گروہ مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر پچاس فٹ تک لے جائے اور اس سے آگے اگلا گروہ پہنچائے اور اس طرح قریباً سولہ حلقوں سے گزر کر ٹوکریاں آخری منزل تک پہنچتی تھیں۔ اس سڑک پر نہ صرف برسات میں بلکہ عام طور پر بھی پانی کھڑا رہتا ہے اور برسات کے دنوں میں تو یہ رستہ ناقابل گزر ہو جاتا ہے۔

احباب کے جمع ہونے کے بعد ان کو ان کے حلقوں میں متعین کیا گیا اور ساڑھے نو بجے باقاعدگی کے ساتھ کام شروع ہوا۔ سب چھوٹے بڑے کسی نہ کسی رنگ میں مشغول کام تھے۔ تھکان کے باعث جہاں کام کی رفتار قدرے سست ہو جاتی۔ وہاں صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے الفاظ نیا جوش پیدا کر دیتے۔

گیارہ بجکر دس منٹ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی باوجود ناسازیٔ طبع تشریف لائے اور ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کام کو ملاحظہ فرمایا۔ اس دوران میں ایک صاحب نے حضور کے گلے میں ہار ڈال دیئے۔ تو حضور نے فرمایا یہ تو مٹی ڈھونے کا وقت ہے ہار ڈالنے کا نہیں۔ جہاں سے مٹی کھودی جا رہی تھی حضور نے وہاں پہنچ کر کدال کے ساتھ اپنے دست مبارک سے مٹی کھودی اور ٹوکریوں میں ڈالی۔ پھر ایک مٹی سے بھری ہوئی ٹوکری اٹھائی۔ اور اس کو دوسرے حلقہ کی حد تک پہنچایا۔ بعض دوسرے دوست جب حضور کو ٹوکری اٹھانے میں مدد دینے لگے تو حضور نے فرمایا کہ صرف ایک آدمی میرے ساتھ ٹوکری اٹھائے۔ حضور ایک حلقہ سے ٹھوکری اٹھا کر دوسرے حلقہ میں رکھ دیتے۔ یہاں تک کہ آخری حد تک حضور ٹوکری اٹھا کر لے آئے۔ اس کے بعد حضور بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر نگرانی فرماتے رہے۔ پونے بارہ بجے کے قریب حضور واپس تشریف لے گئے۔

پونے بارہ بجے ستانے کے لئے بگل بجایا گیا۔ اور پندرہ منٹ کام بند کر دیا گیا۔ پھر دوبارہ کام شروع ہو گیا۔ اس موقعہ پر جماعت کے بزرگان کی موجودگی اور کام کی شمولیت نے بہت جوش پیدا کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور دیگر بزرگان نے ٹوکریاں اٹھائیں۔

سڑک کی مشرقی جانب پر گدھوں کے ذریعہ مٹی ڈالی گئی۔ اس طرح بھی کافی حصہ سڑک کا تیار کیا گیا۔ مقام عمل پر ایک خیمہ نصب کر کے طبی امداد کا انتظام کیا گیا۔ ایک صاحب گرمی اور تھکان کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ لیکن جلد ہی طبی امداد پہنچنے پر ان کی حالت درست ہو گئی۔ بعض اور احباب نے معمولی طبی امداد حاصل کی۔

خیمہ کے قریب خدام الاحمدیہ اور وقارعمل کا جھنڈا نصب تھا۔ ایک بجے کام ختم کیا گیا۔ اندازہ ہے کہ چھ ہزار سات سو مکعب فٹ مٹی ڈال کر تین سو پچاس فٹ لمبی سڑک تیار کی گئی۔

(الفضل 31مارچ1940ء صفحہ 2)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقارعمل ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کی پہچان بن چکا ہے۔ جس سے نہ صرف ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور جھوٹی عزت کے جذبات مر جاتے ہیں۔ بلکہ مالی طور پر بھی بچت ہوتی ہے۔ جلسہ ہائے سالانہ، اجتماعات کی تیاری اور بیوت الذکر اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لئے یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جب لوگ یکم جنوری کی صبح کو سڑکیں اور گلیاں شراب کی بوتلوں اور دیگر ناکارہ چیزوں سے گندی کر کے سو رہے ہوتے ہیں۔ احمدی ان سڑکوں کی صفائی میں مصروف ہوتے ہیں اور ان کو نظافت کا سبق دے رہے ہوتے ہیں۔

رشک چمن

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائینگے رشک چمن اس دن
ہے قادر مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو
جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی ان سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو
یا صدق محمدؐ عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو
محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہنما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

(کلام محمود)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

پہلے احمدی جرنیل نذیر احمد ملک صاحب کا ذکر خیر

میجر جنرل نذیر احمد صاحب کے متعلق مضمون لکھنے کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلا احمدی جرنیل ہونے کا اعزاز حاصل ہے جو ہمارے لئے بہت خوشی اور فخر کی بات ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ ان کا تعلق دوالمیال ضلع جہلم (اب چکوال) سے ہے جبکہ اس زمانہ (1948ء) میں اس علاقہ میں دور دور تک اس عہدے پر فائز کوئی دوسری شخصیت نہیں تھی۔ نیز دوالمیال گاؤں وسیع احمدی آبادی پر مشتمل تھا اور ہمارے گاؤں ڈلوال کے قریب تھا۔

بیلجیئم مشن ہائی سکول ڈلوال

ڈلوال سمیت اردگرد کے بارہ گاؤں کا مجموعی طور پر نام علاقہ کہون ہے ان میں شروع سے ہی ڈلوال کو آبادی اور سہولیات کے لحاظ سے نمایاں اور مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ شائد اسی لئے بیلجیئم مشن نے بھی ہائی سکول قائم کرنے کے لئے ڈلوال جیسے سرسبز وشاداب علاقے کا انتخاب کیا۔ سرسبز پہاڑیوں اور کھلی فضا والا یہ قصبہ آجکل کی بڑھتی ہوئی آبادی کے مسائل اور ٹریفک کی ہاؤ ھُو سے پہلے اپنے اناروں اور لوکاٹوں کے باغات اور گرمیوں میں خوشگوار موسم کی وجہ سے بہت پُرکشش اور پُرسکون تھا۔ یہاں کے وسیع اور پُررونق بازار سے اردگرد کے علاقہ کے کئی دکاندار اشیائے صرف کچھ سستے داموں خرید لے جاتے اور اپنے گاؤں میں فروخت کرکے روزی کماتے تھے۔ اسی طرح ڈلوال پوسٹ آفس سے ہرکارے جاکر اردگرد کے کئی چھوٹے چھوٹے دیہات میں ڈاک تقسیم کرتے تھے اور قریبی گاؤں کے لوگوں کے لئے یہی پوسٹ آفس ڈاک ٹکٹ وغیرہ اور پنشن کی ادائیگی کی سہولیات مہیا کرتا تھا۔ نیز ڈلوال کا بذریعہ بس سروس ایک طرف چواسیدن شاہ اور کھیوڑہ اور دوسری طرف کلرکہار اور چکوال کے ساتھ براہ راست رابطہ قائم تھا۔

اردگرد کے وسیع علاقہ کے لئے ڈلوال کا مشن ہائی سکول خاص طور پر ایک غیر معمولی نعمت کی حیثیت رکھتا تھا۔ ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ ڈلوال کے بزرگ راجگان نے اس زمانہ میں 16 بیگھے یعنی آٹھ ایکڑ قابل کاشت زمین کا وسیع و عریض ٹکڑا بیلجیئم مشن کو بطور عطیہ دیا تھا تاکہ وہ یہاں ایک معیاری سکول قائم کرسکیں۔ یہ ہائی سکول 1900ء میں تعمیر ہوا جب اس علاقے میں دور دور تک کوئی مڈل سکول بھی موجود نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار کے سکول کے زمانہ طالبعلمی میں بھی وعولہ اور دوالمیال سمیت کئی کئی میل دور واقع دیہات کے طلباء مشن ہائی سکول ڈلوال میں ہمارے کلاس فیلوز تھے۔ ہمارے کالج کے زمانہ تک فوج میں کمیشن لینے کے لئے میٹرک تک کی تعلیم لازمی ہوتی تھی۔ نذیر احمد ملک صاحب نے بھی فوج میں کمیشن حاصل کیا اور مختلف عسکری کورسز اور امتحانات پاس کرکے ترقی کے زینے طے کرتے گئے۔ آپ بلند قدوقامت اور سڈول جسم کے مالک تھے اور بارعب اور باوقار شخصیت لگتے تھے۔

جماعت کے ساتھ وابستگی

آپ نے دنیاوی کامیابی و ترقی کے ساتھ ساتھ جماعت کے ساتھ بھی اخلاص و وفا کا تعلق قائم رکھا۔ آپ حضرت مصلح موعود کے شیدائی تھے اور جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت اختیار کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے چھوٹے بھائی کپتان عطاء اللہ ملک صاحب کو قادیان سے ہجرت کے موقع پر حضرت مصلح موعود اور جماعت کی خاص خدمت کی توفیق ملی۔

ملٹری سیکرٹری کا اعزاز

محترم انور احمد کاہلوں صاحب اپنی تالیف Zafrullah Khan My Mentor (ایڈیشن 1995ء) کے ص58 پر تحریر کرتے ہیں۔

(ترجمہ) ”1942ء میں وائسرائے نے باباجی (حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان۔ ناقل) سے چنگ کنگ (چین) میں خودمختار بھارتی مشن قائم کرنے کے لئے کہا۔ باباجی نے میری کاروباری فرم سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ چند ماہ کے لئے مجھے (انور احمد کاہلوں صاحب کو) رخصت دے سکتے ہیں۔ یہ درخواست منظور نہ ہوسکی۔ مجھے بہت مایوسی ہوئی کہ مجھے باباجی کے ساتھ جانے کا اعزاز حاصل نہیں ہوسکا۔...... میری بجائے میجر (بعد میں میجر جنرل) نذیر احمد ان کے ہمراہ گئے“۔

(ص58)

حضرت چوہدری صاحب نے وائسرائے کی طرف سے چین میں ایجنٹ جنرل مقرر کئے جانے اور چنگ کنگ کے دشوار سفر اور وہاں کے تکلیف دہ موسم اور زندگی کا ذکر اپنی کتاب ”تحدیث نعمت“ میں وضاحت سے رقم کیا ہے جو کئی صفحات پر محیط ہے۔ ان صفحات سے متعلقہ موضوع کا مختصرترین تذکرہ نذر قارئین ہے۔

حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”(چنگ کنگ کے ہوائی اڈے پر پہنچنے پر) برطانوی سفیر سرہوریس سیمور کی طرف سے ان کے فرسٹ سیکرٹری ہماری پیشوائی کے لئے موجود تھے ......میجر نذیر احمد صاحب فرسٹ سیکرٹری کے ہاں مہمان ہوئے اور مجھے سفیر صاحب نے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ ہماری مستقل قیام گاہ کے لئے تو جنوبی کنارے کے پہاڑی سلسلے پر ایک بنگلہ لیا گیا تھا ...... دوسرے دن ہم اس بنگلے میں آگئے۔ یہ بنگلہ ہمارے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ بلندی پر درختوں کے جھنڈ میں واقع ہونے کی وجہ سے ہوا صاف تھی اور گرمی سے بھی بچاؤ تھا۔ میجر صاحب کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مجھے انتظام کے متعلق کوئی پریشانی نہیں تھی۔

(تحدیث نعمت ایڈیشن ستمبر 1971ء ص436)

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

1940-41ء کی گرمیوں میں چنگ کنگ پر اس قدر بمباری ہوچکی تھی کہ رہائش، کاروبار، دفاتر سب کے لئے جگہ کی بہت تنگی تھی۔ برطانوی سفیر نے ازراہ نوازش اپنے سفارت خانے کی نیم پختہ عمارتوں میں سے دو کمرے ہمیں بھی عنایت کر دیئے جو ہماری دفتری ضرورتوں کے لئے کافی تھے۔

(ص437)

حضرت چوہدری صاحب نے اس دور میں اپنے رہائشی بنگلہ سے دور واقع اپنے دفتر سے آنے جانے کے کٹھن اور مختلف مرحلوں کا بھی خوب تذکرہ کیا ہے۔ مختصراً ایک دلچسپ بات درج کی جاتی ہے۔

دن کے وقت دفتر سے یا کسی اور تقریب سے واپسی پر تو ہم وہی طریق اختیار کرتے تھے جس طریق سے ہم بنگلے سے دفتر پہنچتے تھے۔ صرف ایک فرق ہوتا تھا۔ واپسی پر میجر صاحب دریا پار ہوکر پہاڑ کی چڑھائی چڑھنے کے لئے ایک ٹٹو کرائے پر لے لیتے۔ میجر صاحب طویل قامت تھے۔ چنگ کنگ کے ٹٹو پستہ قد تھے۔ لیکن تھے مضبوط اور چالاک۔ ٹٹو دریا کے کنارے پر ہی موجود ہوتے اور میجر صاحب وہیں سے ٹٹو کی پیٹھ پر متمکن ہو جاتے۔ سوار ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ ٹٹو ان کی ٹانگوں میں سے گزر کر کھڑا ہوجاتا وہ اس کی پیٹھ پر جم جاتے۔

(تحدیث نعمت ص440)

محترم نذیر احمد ملک صاحب ہندوستان کے ان معدودے چند ممتاز افسران میں شامل ہیں۔ جنہیں انگریزی دور میں بریگیڈیئر کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ یہ ان کی فوجی صلاحیتوں اور کامیابیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس سلسلہ میں غیر منقسم ہندوستان کے ایک فوجی افسر (بعد میں) بریگیڈیئر (ر) شمس الحق قاضی اپنے مضمون ”قائداعظم اور مسلح افواج“ میں تحریر کرتے ہیں۔

اس وقت دیسی افسر بمشکل بریگیڈیئر کے عہدے پر پہنچے تھے۔ مسلمانوں میں بریگیڈیئر محمد اکبر خان اور نوابزادہ آغا محمد رضا تو نزدیک میرٹھ میں تھے۔ بریگیڈیئر نذیر احمد شمال میں اور بریگیڈیئر ٹوانہ مدراس کے قریب آدری میں متعین تھے۔

(نوائے وقت مورخہ 27/اگست 1997ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بریگیڈیئر ملک نذیر احمد صاحب کی قابلیت اور قیام پاکستان کے بعد مزید کامیاب خدمات کی بنا پر انہیں اوائل جنوری 1948ء میں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی اور بعد میں مزید اعلیٰ کورس اور ٹریننگ کے لئے انگلینڈ بھیجا گیا۔

1951ء کا ابتلاء اور الٰہی نصرت

اس وقت ہمارے سامنے سنڈے میگزین 24/اگست 1997ء کا ص5 موجود ہے جس میں ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ بعنوان سازش کیس کی کہانی انکوائری آفیسر بریگیڈیئر (ر) حیات خان کی زبانی۔ انٹرویو کرنے والے صحافی جاذب سہیل تعارفی سطور میں لکھتے ہیں۔

بریگیڈیئر ریٹائرڈ حیات خان کا انٹرویو پنڈی سازش کیس پر روشنی ڈالتا ہے۔ یہ اس کے انکوائری آفیسر تھے۔ اسی باعث تمام حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ نوائے وقت میگزین کے ایک سوال کے جواب میں بریگیڈیئر (ر) حیات خان بتاتے ہیں۔

اس وقت لیاقت علی خان کا دور حکومت تھا۔ انہی ایام میں کچھ لوگوں نے میجر جنرل محمد اکبر کی قیادت میں حکومت کا تختہ الٹ کر اقتدار پر قابض ہونے کا پروگرام بنایا۔ اکبر مظفرآباد میں اڑی مقام پر بریگیڈ کے کمانڈر تھے۔...... ان دنوں میں دہلی کے پاکستانی سفارت خانہ میں ملٹری ایڈوائزر کی ذمہ داری کررہا تھا۔ حکم ملا کہ فوراً وطن واپس آؤ اور معاملہ کی انکوائری کرو۔...... ہم نے غیر جانبدارانہ تحقیقات کیں۔ جن لوگوں پر جرم ثابت ہوگیا انہیں آگے ریفر کردیا اور جن کے خلاف صرف شک تھا یا ثبوت نہیں تھے۔ انہیں کچھ نہیں کہا گیا۔ بغاوت مقدمے کی سماعت حیدرآباد میں ہوئی۔ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کے نانا جسٹس شریف کی عدالت میں مقدمہ چلا۔ سب ملزموں پر جرم ثابت ہوگیا۔ مجھے یاد ہے کہ میجر جنرل نذیر احمد جو 9 فرنٹیئر ڈویژن میں تھے ان پر الزام ثابت نہ ہوا انہیں کہا گیا کہ بحیثیت میجر جنرل ان کو اس سازش کے بارہ میں آگاہ ہونا چاہئے تھا لہٰذا انہیں کورٹ برخاست ہونے تک کی سزا سنائی گئی۔

(از انٹرویو مطبوعہ نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ 24/اگست 1947ء ص5 کالم نمبر 1 اور 2)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جنرل نذیر احمد ملک پر سازش کے الزام کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔

کتاب زندگی زنداں دلی

کا نام ہے

پنڈی سازش کیس سے متعلق حوالوں اور

تفصیلات کی تلاش کے سلسلہ میں خاکسار کو ایک بہت عمدہ اور تفصیلی کتاب پڑھنے کو ملی۔ کیپٹن ظفراللہ پوشنی جو اس کتاب کے مصنف ہیں وہ خود اس سازش میں پکڑے گئے تھے اور اس سارے عرصہ اور مقدمہ کی روداد سے براہ راست متعلق اور واقف تھے۔ خاکسار کے سامنے اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن (مطبوعہ ستمبر 2001ء) موجود ہے۔ اس ایڈیشن کے پیش لفظ کے شروع میں ظفراللہ پوشنی تحریر کرتے ہیں۔ آدھی صدی گزر گئی۔ راولپنڈی مقدمہ سازش میں میرے ساتھ اسیر ہونے والے تمام لوگ، سوائے میرے اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ پندرہ ملزمین تھے، چودہ مرد اور ایک عورت۔ ایک ایک کرکے راہی ملک عدم ہوتے گئے۔ آخر میں لیفٹیننٹ کرنل ضیاء الدین اور میں، صرف دو رہ گئے اور پچھلے سال ضیاء الدین بھی رخصت ہوگئے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

یہ کتاب میں نے جیل ہی میں لکھی تھی گو اس کا پہلا ایڈیشن رہائی کے سترہ سال بعد چھپوایا گیا۔ اب یہ چوتھا ایڈیشن ہے لیکن اس کی عبارت میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور پیش لفظ کا آخری پیراگراف آجکل کے معاشرے کی بھرپور عکاسی کررہا ہے۔

ملاحظہ کیجئے۔

پچھلی آدھی صدی میں پاکستان کے اندر مذہبی جنونیت اور عدم رواداری میں حد درجہ اضافہ ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں سکون اور اطمینان سے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا ہے۔ ملک کو آگے کی بجائے پیچھے کی جانب لے جانے میں سب سے نمایاں کردار جنرل ضیاء الحق نے ادا کیا۔ اس شخص نے تنگ نظری بڑھانے اور خواتین کے رتبے کو گرانے میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ ابھی کئی سالوں تک ہماری قوم کو ذلیل اور خوار کرتے رہیں گے۔ پہلے ہم یہ کہتے تھے کہ ہندو دشمن ہے اس کو مارو۔ پھر یہ ہوا کہ کہا جانے لگا کہ احمدی اس سے بھی بڑا دشمن ہے اس کو پہلے مارو۔ اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں کہ فتویٰ صادر ہوتا ہے کہ شیعہ کافر ہے اسے بھی مارو۔ شاید ایک دن وہ سٹیج بھی آجائے گی کہ دیوبندی کہے گا کہ بریلوی کافر ہے اور بریلوی کہے گا کافر تو دراصل دیوبندی ہے انہیں مارو! قتل کرو! ختم کرو! واصل جہنم کرو۔ مذہبی جنونیوں کے تو اسی قسم کے نعرے لگتے ہیں۔ ہماری تو یہی دعا ہے کہ کبھی کوئی ایسی ذی ہوش قیادت اس ملک میں ابھرے جو ان خرد کے دشمنوں کو لگام ڈالے اور امن وآشتی کی فضا قائم کرے۔ ایسی فضا جس میں ہر شخص اپنے عقیدے اور خیالات کے مطابق بلاتشدد غیرے، سکون کی زندگی گزار سکے۔

(پیش لفظ زندگی زنداں دلی کا نام ہے۔ ایڈیشن چہارم ناشر مین ھٹن انٹرنیشنل 187/3B-2 پی سی ایچ ایس کراچی)

ظفراللہ پوشنی کی متذکرہ کتاب پنڈی سازش کیس کے اسیروں کے شب و روز کی سرگرمیوں کی صبر آزما کہانی ہے۔ خاکسار نے اس کتاب سے قارئین کرام کے لئے کچھ معلومات افزاء اقتباسات اور واقعات کا انتخاب کیا ہے۔ ان میں جنرل نذیر احمد صاحب کا تذکرہ بھی پڑھنے کو ملے گا۔

پنڈی سازش کیس میں چودہ لوگ گرفتار ہوکر حیدرآباد سنٹرل جیل میں پہنچادیئے گئے تھے اور وہیں ان پر مقدمہ چلا۔

ظفراللہ پوشنی اپنی کتاب زندگی زنداں دلی کا نام ہے میں لکھتے ہیں۔

جیلر نے ہمیں بتایا کہ آپ نو حضرات یہاں بی کلاس میں رہیں گے۔ آپ کے باقی چار ساتھی یعنی سید سجاد ظہیر، ایئر کموڈور جنجوعہ، جنرل نذیر احمد اور بریگیڈیئر لطیف دوسری طرف اے کلاس میں جلوہ افروز ہیں۔ اس کے علاوہ اے کلاس کی بیرک کے ایک سرے پر دیوار کھینچ کر ایک کمرے کو باقی وارڈ سے الگ کردیا گیا ہے۔ جنرل اکبر کی بیوی یعنی بیگم نسیم اکبر اسی کمرے میں رکھی گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بیگم نسیم ہماری آمد سے ایک دن پہلے یعنی تین تاریخ کو ہوائی جہاز میں لاہور سے یہاں لائی گئی تھیں اور انہیں زنانہ وارڈ میں رکھا گیا تھا۔ غرضیکہ ہم چودہ ملزمین کو حیدرآباد سنٹرل جیل کے تین الگ الگ احاطوں میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ نو آدمی "بی" کلاس وارڈ میں تھے۔ چار اے کلاس وارڈ میں اور بیگم نسیم زنانہ وارڈ میں۔

(ص 103,102)

پہلا دن تو بوریا بستر جمانے اور اپنی اپنی سرگزشت سننے اور سنانے میں صرف ہوگیا۔ ایک ایک کوٹھری ہم سب نے چن لی اور اس میں اپنا سامان سجا دیا لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ لاہور جیل کی طرح یہاں بھی رات کو بند ہونا پڑے گا۔ تو ہم نے یہ طے کیا کہ باقی سامان تو کوٹھریوں میں پڑا رہنے دیا جائے اور چارپائیاں اٹھا کر ہال کمرے میں رکھ دی جائیں تاکہ رات کو سب اکٹھے بیٹھ کر گپ شپ کرسکیں۔ فیض اور اکبر خان مختلف جیلوں میں تین مہینے تنہا گزار چکے تھے۔ انہوں نے اجتماعی زندگی کی خوبیوں کو سراہا اور اصرار کیا کہ سب لوگ ہال کمرے میں قیام کریں۔ ان کی یہ تجویز اتفاق رائے سے منظور کرلی گئی اور ہم نے چارپائیاں اور بستر اٹھا کر ہال میں ڈیرے جما دیئے۔

(ص 103)

آگے چل کر ظفراللہ پوشنی لکھتے ہیں:۔

دو تین دن بعد یہ ہوا کہ اے کلاس وارڈ کے ساتھیوں کو دن کے وقت ہمارے وارڈ میں آنے اور ہمیں ان کے وارڈ میں جانے کی اجازت مل گئی۔

(ص 104)

جنرل نذیر احمد کے لئے

مضبوط کرسی

مصنف کتاب تحریر کرتے ہیں:۔

15 جون 1951ء کو صبح آٹھ بجے حیدرآباد جیل کی خفیہ عدالت میں راولپنڈی سازش کیس کی سماعت شروع ہوئی۔ عدالت کے تینوں جج اونچی اونچی گدے دار کرسیوں پر براجمان تھے۔ یہ تھے فیڈرل کورٹ کے جج مسٹر جسٹس عبدالرحمٰن، پنجاب ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس محمد شریف اور ڈھاکہ ہائی کورٹ کے جج مسٹر جسٹس امیر الدین، ججوں کے عین مقابل ملزموں کے کمپارٹمنٹ میں ہم تیرہ مرد اور ایک خاتون، لکڑی کی چھوٹی چھوٹی کرسیوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔ یہ کرسیاں اپنی ساخت میں نہایت مختصر اور ہلکی پھلکی تھیں۔ چنانچہ چھ فٹ تین انچ لمبے اور 210 پونڈ کے وزنی جنرل نذیر نے اپنا بوجھ جو ایک بار کرسی پر ڈالا تو اس نے فوراً چرچر کرکے اپنی بے بسی کا اعلان کردیا۔ بعد میں جنرل نذیر کو ایک نسبتاً بڑی اور مضبوط کرسی دے دی گئی۔ تب کہیں جاکر انہیں اطمینان سے بیٹھنا نصیب ہوا۔ مقدمے کے پہلے دن وکلاء کی بڑی ریل پیل تھی۔ بریگیڈیئر لطیف کی طرف سے سہروردی اور جنرل اکبر خان کی طرف سے مسٹر زیڈ ایچ لاری پیش ہورہے تھے۔ دیگر نامور وکلاء میں ملک فیض محمد، خواجہ عبدالرحیم، صاحبزادہ نوازش علی اور قاضی اسلم کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ کم از کم نو دس وکلاء اور بھی تھے۔ بعد میں کئی وکیل اپنے مؤکلوں کی بڑھتی ہوئی مالی بدحالی کے باعث ایک ایک کرکے حیدرآباد سے رخصت ہوگئے۔ البتہ مسٹر سہروردی نے آخر دم تک یاروں کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ انہوں نے روپے پیسے کی مطلق پرواہ نہ کی اور ڈیڑھ برس تک عدالت میں ہماری طرف سے پیش ہوتے رہے۔

(ص 108)

"اے" اور "بی" کلاس

کا فرق

ظفراللہ پوشنی لکھتے ہیں:۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں سید سجاد ظہیر، ایئر کموڈور محمد خان جنجوعہ، جنرل نذیر احمد اور بریگیڈیئر لطیف ہم سب دوستوں سے الگ اے کلاس وارڈ میں رہتے تھے۔ اس وارڈ کے کمرے ہمارے وارڈ کی کوٹھریوں سے طول و عرض میں تقریباً دگنے اور نسبتاً زیادہ آرام دہ تھے۔ ہماری کوٹھریاں گرما کی دوپہر میں تنور کی طرح گرم ہوجاتی تھیں لیکن اے کلاس کے کمروں کی یہ حالت کبھی نہ ہوتی تھی۔ اسی لئے ہم نے اپنے وارڈ کا نام سرائے اور اے کلاس وارڈ کا نام خانقاہ رکھا تھا۔

خصوصی عدالت کی عمارت خانقاہ اور سرائے کے عین وسطی علاقے میں واقع تھی۔ صبح کے وقت ہم دس ملزم سرائے کے صدر دروازے سے باہر نکلتے تو سامنے خانقاہ کے مکین، باقی چاروں ملزم، اپنے وارڈ کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دکھائی دیتے۔ عدالت کے احاطے کے سامنے پہنچ کر ہم سب ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے اور پھر اکٹھا ہوکر کورٹ روم میں داخل ہوجاتے۔ عدالت کی کارروائی دن کے ساڑھے بارہ بجے ختم ہوتی۔ اس وقت تمام ملزمین سرائے میں آجاتے، جہاں ہال کمرے میں کھانے کی میز سجی ہوتی۔ خانقاہ والوں کے علاوہ بیگم نسیم اکبر خان بھی اس وقت ہمارے ہی ساتھ کھانا کھاتی تھیں۔ لنچ ختم ہونے کے کچھ دیر بعد سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں واپس چلے جاتے۔ (ص 154)

ہفتہ اور اتوار کو عدالت بند رہتی تھی۔ اس روز ہم سرائے کے باشندے صبح نو، دس بجے خانقاہ والوں سے ملنے جاتے تھے۔ وہاں سجاد ظہیر کے کمرے میں محفل جمتی۔ خانقاہ میں داخل ہوتے ہی ہماری نظر سب سے پہلے جنرل نذیر احمد پر پڑتی جو سر اور پاؤں کے تلووں میں مہندی لگا کر برآمدے میں آرام کرسی پر دراز اخبار بینی میں مصروف ہوتے۔ ایئر کموڈور جنجوعہ جنہیں ہم مارشل کے نام سے پکارتے تھے۔ عموماً ڈریسنگ گاؤن پہنے برآمدے میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوتے۔ وہ ہمیں دیکھ کر زور سے خیر مقدمی نعرے لگاتے اور گتھم گتھا ہوکر مہمانوں کا استقبال کرتے۔

جیل میں مشاعروں کی صدارت

ظفراللہ پوشنی تحریر کرتے ہیں:۔

حیدرآباد سنٹرل جیل کے دوران قیام میں ہم نے کم از کم دس گیارہ بار مشاعرے کی محفلیں برپا کیں۔ ہر مشاعرے میں تقریباً سات آٹھ شعراء اپنا کلام سناتے تھے۔ بعض حضرات تو باقاعدگی سے ہر محفل میں غزل یا نظم پڑھتے تھے اور بعض ایسے تھے۔ جنہوں نے ایک بار بھی شعر لکھنے یا سنانے کی کوشش نہیں کی تاہم داد دینے اور شور و غل مچانے میں کوئی شخص بھی بخل سے کام نہ لیتا تھا۔ جس مشاعرے کا میں پہلے ذکر کروں گا وہ اگست 1952ء کو جنرل نذیر احمد کی صدارت میں بی کلاس وارڈ کے صحن میں ہوا۔ نذیر صاحب جب تک ہمارے ساتھ رہے مستقل طور پر مشاعروں کی صدارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہم نے ان کو مستقل مشاعرہ پریذیڈنٹ مقرر کردیا تھا۔ 5 جنوری 1953ء کو

ہمارے مقدمے کا فیصلہ ہوا (اس کا مفصل تذکرہ میں آگے چل کر کروں گا) اور جنرل نذیر برخاست عدالت کی سزائے قید کاٹ کر جیل خانے سے رخصت ہوئے۔ ان کی روانگی کے بعد، علاوہ اور مسائل کے ہمارے لئے ایک نیا مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا کہ اب نیا صدر کسے بنایا جائے۔

(ص 161,160)

ظفراللہ پوشنی بتاتے ہیں:-

سب لوگ جب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو جنرل نذیر احمد نے جیب سے عینک نکال کر آنکھوں پر سجائی۔ اچٹتی ہوئی ایک نگاہ حاضرین محفل پر ڈالی اور کھانس کر گلا صاف کیا۔ میں نے بطور سیکرٹری شعراء کے ناموں کی فہرست ان کے سامنے پیش کر دی اور فہرست پر نشان لگا دیئے کہ آج کون کون سے افراد غزل لکھ کر لائے ہیں اور کون سے یونہی خالی ہاتھ چلے آئے ہیں۔ لیکن جنرل صاحب نے پہلے ان تمام حضرات کے نام پکارے جن کے ناموں کے آگے نشان نہ تھے یعنی وہ لوگ جو کچھ لکھ کر نہیں لائے تھے۔ ان دوستوں نے باری باری صاحب صدر سے معذرت طلب کی اور جنرل نذیر نے ایک ایک کو اس لاپرواہی پر ڈانٹا اور ان کے غیر ذمہ دارانہ رویے کی سخت مذمت کی۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ صاحب صدر خود بھی کچھ لکھ کر نہیں لائے تو محفل قہقہوں سے گونج اٹھی۔

(ص 161)

دو دوستوں میں صلح کرادی

کتاب ص 179,178 پر ظفراللہ پوشنی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

شام کا وقت تھا۔ جنرل اکبر، اسحاق، حسن اور میں ڈیک ٹینس کھیل رہے تھے۔ اس کھیل میں ہم سب اتنی مہارت حاصل کر چکے تھے کہ ایک ایک گیم آدھ پون گھنٹے لگاتار چلتا رہتا تھا۔ ایک روز کی بات ہے نہایت معمولی سی بات پر میرے اور حسن کے درمیان تکرار ہوگئی۔ یہی کھیل میں آؤٹ اور ان کا جھگڑا تھا۔ حسن کا دعویٰ تھا کہ پوشنی نے آؤٹ پھینکا ہے اور مجھے اصرار تھا کہ بالکل ان ہے پہلے تو یونہی معمولی سی تکرار ہوئی لیکن رفتہ رفتہ آوازیں بلند ہوتی گئیں۔...... جنرل نذیر نماز پڑھنے جا رہے تھے انہوں نے آواز دی۔ ٹھنڈا پانی پلاؤ ان بیوقوفوں کو!

دس پندرہ منٹ بعد میرا غصہ بالکل جاتا رہا اور حسن کے مزاج کا پارا بھی کچھ نیچے آگیا۔ جنرل نذیر نے نماز سے فارغ ہو کر حسن کو اور مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ ہم دونوں کو بزرگانہ نصیحت کی اور ہمارے درمیان صلح کرادی۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے اور بغلگیر ہو کر معافی مانگی۔

جب گلے سے مل گئے سارا گلہ جاتا رہا!

(کتاب ص 178,179)

جنرل نذیر احمد کی رہائی

ظفراللہ پوشنی تحریر کرتے ہیں۔

5 جنوری 1953ء کو مقدمے کا فیصلہ سنایا گیا۔ عدالت نے جنرل نذیر کو ملازمت سے برطرف کرنے کے علاوہ تابرخاست عدالت کی سزائے قید کا حکم سنایا۔ وہ اسی دن رہا کر دیئے گئے۔ باقی ہم تیرہ مجرمین جنہیں 4 سال سے لے کر 12 برس تک کی سزائے قید عطا ہوئی تھی فیصلے کا اعلان ہونے کے چھ مہینے بعد تک حیدرآباد سنٹرل جیل میں اکٹھا رہے۔

(کتاب ''زندگی زنداں دلی کا نام ہے'' ص 169)

اعلیٰ سول عہدے پر فائز

بفضل اللہ تعالیٰ سازش کا الزام ثابت نہ ہونے پر رہا ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے محترم جنرل نذیر احمد ملک کے لئے ایک اور اعلیٰ منصب مقدر کر دیا اور ایوب خان کے دور میں وہ لاہور کارپوریشن کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں سرکاری دفاتر اور تعلیمی اداروں میں اردو اخبارات کے علاوہ انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز بھی پڑھنے کو مل جاتا تھا۔ ان اخبارات اور خاص طور پر پاکستان ٹائمز میں چیئرمین لاہور کارپوریشن ملک نذیر احمد صاحب کی مصروفیات اور مختلف تقریبات کے حوالے سے خبریں شائع ہوتی رہتی تھیں۔ مثلاً صدر ایوب خان کے زمانہ میں برطانیہ کی ملکہ الزبتھ جب لاہور کے دورہ پر آئیں تو شہریوں کی جانب سے شالامار باغ میں استقبالیہ دیا گیا۔ اس موقع پر چیئرمین لاہور کارپوریشن جنرل نذیر احمد صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ اس طرح کے اور بھی کئی اہم مواقع آتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنرل صاحب سالہا سال تک اپنے جملہ فرائض منصبی عمدگی اور کامیابی سے انجام دیتے رہے۔

آخر اللہ تعالیٰ کا اذن آگیا۔ جنرل نذیر احمد صاحب کی وفات عارضہ قلب کے باعث ہوئی۔ ملک ریاض احمد صاحب سابق امیر ضلع چکوال کی مفصل تالیف تاریخ احمدیت ضلع چکوال کے ص 508 پر درج ہے۔ 2 جنوری 1964ء کو آپ کو دل کا دورہ پڑا اور جان لیوا ثابت ہوا اور آپ اپنے خالق حقیقی کو جا ملے۔ آپ کو ربوہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

آپ کی وفات پر الفضل میں شائع ہونے والی خبر درج ذیل ہے۔

میجر جنرل نذیر احمد صاحب کا جسد خاکی سپرد خاک کر دیا گیا

جنازہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا۔ جنازہ و تدفین میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ ربوہ 22 جنوری لاہور کارپوریشن کے سابق چیئرمین میجر جنرل نذیر احمد جنہوں نے مورخہ 20 جنوری 1964ء کو لاہور میں وفات پائی تھی ان کا جنازہ کل مورخہ 21 جنوری کو لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ جنازہ عصر سے قبل اس وقت ربوہ پہنچا کہ جب اہل ربوہ بیت مبارک میں بیٹھے کلام الٰہی کا درس سن رہے تھے۔ درس محترم مولانا نذیر صاحب فاضل لائلپوری دے رہے تھے۔

درس کے بعد نماز عصر ادا کی گئی جس کے بعد احاطہ بیت مبارک میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے جنازہ پڑھایا۔ جس میں خاندان حضرت بانی سلسلہ کے افراد اور اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد جنازہ قبرستان لے جا کر میجر جنرل نذیر احمد کا جسد خاکی سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دعا کرائی۔

(الفضل 23 جنوری 1964ء)

نوائے وقت مورخہ 22 جنوری 1964ء کی خبر

لاہور کارپوریشن کے سابق چیئرمین میجر جنرل نذیر احمد کی نعش کو تجہیز و تکفین کے لئے ربوہ پہنچانے سے قبل گلبرگ میں ان کی رہائش گاہ پر جنازہ پڑھا گیا۔ جس میں لاہور کارپوریشن کے عملے اور دوسرے معززین شہر کے علاوہ اعلیٰ سول و فوجی حکام نے بھی شرکت کی۔ لاہور کارپوریشن نے جنازہ میں شرکت کے لئے عملے کو دس بجے سے بارہ بجے تک چھٹی دے دی تھی۔

21 جنوری منگل یہاں لاہور میونسپل کارپوریشن ایمپلائز فیڈریشن کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں کارپوریشن کے سابق چیئرمین میجر جنرل نذیر احمد کی وفات پر گہرے رنج و غم اور موصوف کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت مسٹر محمد اسلم باجوہ چیئرمین لاہور میونسپل کارپوریشن نے کی۔ اجلاس کے اختتام پر موصوف کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

(نوائے وقت مورخہ 22 جنوری 1964ء)

ایک یادگاری ٹکٹ

ایک یادگاری اور تاریخی ڈاک ٹکٹ میں قائداعظم محمد علی جناح اور مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے ساتھ جنرل نذیر احمد ملک کی باوردی تصویر ہے۔ یہ ڈاک ٹکٹ پانچ روپے مالیت کا ہے اور اس پر یہ الفاظ طبع ہیں۔

Quaid-e-Azam at Armoured Corps Center April 14, 1948

اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جانے والے ہر محترم اور پیارے کے لئے دل سے یہ دعا نکلتی ہے۔

ع

دعا میری سدا یہ ہے تجھے جنت میں راحت ہو

(آمین)

بقیہ از صفحہ 6

نے ان کو بہت عزت دی ہوئی تھی ان کے کولیگ کہتے تھے کہ ہم وسیم صاحب کے ہاتھ سے تیار کیا ہوا لیٹر آنکھیں بند کر کے دستخط کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں ان کی ایمانداری شامل ہوتی ہے۔ ان کی وفات پر جب بڑے بڑے آفیسرز کے فون آئے تو سب کہہ رہے تھے کہ ایک فرشتہ چلا گیا ہے ہمارے سینٹر کا بہت بڑا نقصان ہوا یہ کبھی پورا نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا جائے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

وہ اپنے اور غیر میں فرق نہیں کرتے تھے۔ بچوں کے ساتھ بچے تھے غریبوں کی بہت مدد کرتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف اور ضرورت کو ہمیشہ اپنی ضرورت سمجھتے تھے وہ ہمیشہ دوسروں کی خاموش خدمت کرتے تھے۔ ایک دن ہم ڈاکٹر سے مل کر گھر واپس آ رہے تھے تو راستے میں ایک گاڑی میں اچھی پڑھی لکھی ماڈرن سی فیملی تھی ہمارے سکوٹر کے پاس آ کر انہوں نے گاڑی روک دی اور کہا انکل ہمارے پاس پٹرول کے پیسے ختم ہوگئے ہیں ہماری مدد کر دیں۔ فوراً 100 روپے جیب سے نکال کر دے دیئے۔

وسیم صاحب کا اور میرا 24 سال کا ساتھ رہا ہے جو نہایت یادگار ہے اس میں محبت چاہت اور اعتماد تھا وہ بہت محبت عزت اور قدر کرنے والے خاوند تھے جہاں تک مجھے یاد ہے وہ شاید ہی کبھی مجھے تم کہتے تھے ہمیشہ آپ کہتے تھے۔

وسیم صاحب نے میری ماں جنہوں نے 14 فروری 2011ء کو وفات پائی۔ ان کی بہت خدمت کی تھی اور بہت عزت کرتے تھے۔ میرے بہن بھائیوں سے بھی بہت پیار عزت محبت سے پیش آتے تھے۔ باقی سب رشتے داروں سے اچھا سلوک کرتے۔ وسیم صاحب اپنی وفات سے کچھ ماہ پہلے بہت خاموش ہوگئے تھے ہم سب کہتے کیا بات ہے آپ اتنے چپ چپ کیوں ہوگئے ہیں انہوں نے کچھ عرصہ پہلے خواب میں اپنے والد صاحب کو دیکھا جو بہت خوش ہیں۔ کہتے ہیں میں نے خواب میں سورۃ عصر دیکھی میں نے کہا صدقہ دیں تھوڑے دن پہلے انہوں نے دیکھا کہ زلزلہ بہت سخت آیا ہے اور میں اکیلا کھڑا ہوں اور آوازیں دے رہا ہوں میرے پاس کوئی نہیں ہے۔

ان کی اچانک وفات نے ہمارے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا۔ آج بھی یقین نہیں آتا کہ وہ محبت و شفقت کا پیکر وہ پیارا وجود جو اپنی دعاؤں سے ہمیں فیضیاب کرتا تھا وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا ہے وہ ہمارے لئے دعاؤں کا انمول خزانہ تھے۔

خدا تعالیٰ ان کی تمام نیکیوں کو قبول کرے ان کی دعائیں ہمیشہ خدا تعالیٰ ان کے بیوی بچوں اور بہن بھائیوں کے لئے قبول کرتا جائے۔

☆......☆......☆

ط۔ وسیم

میرے میاں مکرم وسیم احمد قمر صاحب کی یاد میں

میرے میاں مکرم وسیم احمد قمر صاحب ولد مکرم چوہدری خورشید محمد صاحب ریلوے میں I.T سینٹر میں اسسٹنٹ پروگرامر تھے۔ 28 مئی 2010ء کو دارالذکر میں شہید ہونے والے چوہدری مظفر احمد شہید کے چھوٹے بھائی اور کامران ارشد M T A شہید کے چھوٹے ماموں تھے۔

وسیم صاحب 25/اگست 1961ء کو دھرم پورہ لاہور میں پیدا ہوئے اور ان کے والد صاحب نے ان کا نام وسیم احمد رکھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ میرا بیٹا درویش وسیم احمد ہوگا وہ واقعی درویش تھے۔ انہوں نے 44 سال سادگی سے دھرم پورہ لاہور میں زندگی گزاری۔ پونے چھ سال پہلے والٹن میں ریلوے آفیسرز فلیٹ میں شفٹ ہوگئے تھے۔ ان کے والد صاحب اکیلے ہی احمدی تھے، میں نے اپنی شادی کے بعد سسر، ساس سمیت سب بہن بھائیوں کو مخلص احمدی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سب کو ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

وسیم صاحب کو 17 نومبر 2011ء کو صبح اچانک برین ہیمبرج ہوا پھر 21 نومبر 2011ء دوپہر سوا بارہ بجے خداتعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور وہ ہم سب کو اکیلا چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ خداتعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اس وجود پر۔ وفات کے وقت ان کی عمر 50 سال تھی۔

وہ ایک نیک ایماندار اور پانچ وقت نماز کے پابند تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت بہت خوبصورت آواز سے کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ترجمہ کے ساتھ بلند آواز میں تلاوت کرتے تھے اور مجھے بھی کہتے تھے کہ آپ بھی تفسیر صغیر سے تلاوت کیا کریں۔ جب وہ تلاوت کررہے ہوتے تھے میں اس وقت دل میں خدا سے دعا کرتی رہتی تھی کہ اے خدا مجھے اور ہماری اولاد کو ان کی طرح تلاوت کرنے کی ہمیشہ توفیق دے۔

آپ روزانہ درود شریف اور ذکر الٰہی کثرت سے کیا کرتے تھے۔ رمضان شریف میں نماز فجر اور نماز مغرب باجماعت گھر کروایا کرتے تھے۔

وفات سے کچھ دن پہلے ہم بھائی مظفر شہید کے گھر گئے تو نماز مغرب کا وقت ہوگیا باجماعت نماز کروائی بعد میں سب کہتے رہے کہ بہت خوبصورت آواز میں قراءت کی ہے کہ نماز پڑھنے کا مزہ آگیا ہے وہ اکثر جماعتی اجلاس وغیرہ پر تلاوت کرتے اور نظم پڑھا کرتے تھے۔

وسیم صاحب ایک سچے دل والے اور سادگی پسند انسان تھے وہ کبھی بھی دل میں کسی کے بارے کوئی غلط خیال نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی کسی سے حسد کرتے تھے کہا کرتے تھے کہ ہر بندے کو اپنا نصیب ملتا ہے۔ ہمیشہ خدا سے رزق حلال کی دعا کرتے تھے، ہمیشہ صبر وشکر ادا کرتے تھے۔

تین سال پہلے انہوں نے حضرت مسیح موعود کو خواب میں دیکھا حضور نے کہا تم خود اور تمہارے بیوی بچے ہمیشہ رب کل شی ...... اور سورۃ الم نشرح ضرور پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خود بھی پڑھتے تھے اور ہم سب بھی پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں لیلۃ القدر کی رات بھی دیکھنی نصیب ہوئی۔

وہ ہمیشہ نماز جمعہ اور نماز عید دارالذکر میں ادا کرتے تھے۔ 28 مئی 2010ء کو وہ خود بھی دارالذکر میں موجود تھے۔ وہاں پر ہی ان کے بڑے بھائی اور بھانجے کی شہادت ہوئی تھی۔ کہتے تھے کسی فرشتے نے مجھے ایک چابی دی تھی کہ جاؤ جا کر بیسمنٹ کھول لو وسیم صاحب کہتے تھے میں نے خود کھول لیا اور کہتے تھے بیت میں دوسری یا تیسری بار جب گرنیڈ پھٹا اور پوری بیت ہل گئی تو اس وقت میرے اوپر کانچ ہی کانچ تھا اور خدا نے ایک خراش بھی نہیں آنے دی تھی۔ کہتے تھے کہ ہم سب نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے خدا ہم سب پر اپنا رحم کر اور اپنا فضل فرما۔ اس کے بعد وسیم صاحب نے سب کو رب کل شئی .... پڑھنے کا کہا اور خود بھی پڑھنا شروع کردیا۔

وہ MTA پر حضور کے خطبہ جمعہ کے علاوہ راہ ھدیٰ کا پروگرام ضرور سنتے تھے۔ حضور کو دعا کیلئے خط اور فیکس لکھتے رہتے تھے اور بچوں کو بہت تلقین کرتے تھے۔ اپنے چاروں بچوں کو ماشاء اللہ قرآن کریم کا دور مکمل کروانے کی سعادت پائی۔ پاس سے گزرتے وقت بھی اگر شک ہوجاتا کہ کوئی لفظ ٹھیک طرح ادا نہیں کیا تو کہنا دوبارہ پڑھو اور پھر جب تک تسلی نہیں ہوجاتی بار بار دہراتے تھے۔

وہ جماعت کی مخالفت سے ڈرتے نہیں تھے۔ انہوں نے اپنے آفس I.T سینٹر میں بہت سی دعائیں اور اشعار اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا یہ شعر

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

ان کی وفات کے بعد ان کے آفس والوں نے بیٹے کو خاص طور پر کہا کہ یہ تو یادگار ہیں ہمارے پاس ایک نیک اور ایماندار آدمی کی جو خود دوسروں کے کام اپنے ہاتھ سے کر کے خوش ہوتے تھے۔ خدا ان کے درجات بلند کرے۔ خدا تعالیٰ

باقی صفحہ 5 پر

مکرم ملک محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ مانچسٹر

میرے بھائی مکرم ملک محمد اسلم صاحب کا ذکر خیر

خاکسار کے برادرِ اکبر مکرم ملک محمد اسلم صاحب ولد مکرم ملک پیر محمد صاحب کچھ عرصہ علیل رہ کر بقضائے الٰہی 28 نومبر 2013ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔

مکرم ملک محمد اسلم صاحب ضلع جہلم کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں 1944ء میں پیدا ہوئے۔ والدین تلاشِ روزگار کے سلسلہ میں پہلے ضلع سرگودہا کے ایک گاؤں اور پھر ضلع گجرات کے ایک دیہات میں منتقل ہوگئے۔ یہیں ایک گاؤں کے پرائمری سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ ابھی آپ دوسری کلاس میں ہی تھے کہ والد محترم کا انتقال ہوگیا۔ ان کا پیشہ کاشتکاری تھا اس لئے گھر میں کافی گائے بھینسیں بھی تھیں۔ جن کو سنبھالنے اور معاش کے لئے بطور مددگار والدہ محترمہ نے اسلم بھائی کو سکول سے اٹھالیا اور کاشتکاری وغیرہ پر لگالیا۔ جس میں انھوں نے بہت محنت کی اور اپنے بڑے بھائی (مکرم ملک محمد اعظم صاحب) کو پڑھنے میں ہر رنگ میں معاونت کی۔ بعدازاں خاکسار محمد اکرم ملک کو بھی سکول میں داخل کروا دیا گیا جبکہ اسلم بھائی نے والدہ محترمہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ ہم تینوں بھائی جوان ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم ملک محمد اعظم صاحب نے 1960ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی سعادت پائی اور ٹیچر ٹریننگ حاصل کر کے ربوہ کے تعلیم الاسلام پرائمری اور پھر ہائی سکول میں بطور مدرس تعینات ہوگئے۔ انہیں کی راہنمائی سے عاجز کو بھی 1962ء میں احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور ہم دونوں بھائی ربوہ منتقل ہوگئے۔ مکرم اسلم بھائی تعلیم یافتہ نہ تھے اس لئے ان پر دعوت الی اللہ کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ تم دونوں نے والدہ محترمہ کو چھوڑ دیا، میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری والدہ محترمہ نے بھی ربوہ آکر ماحول کی برکت سے اور رمضان المبارک میں بیت مبارک میں علماء کرام کے درس القرآن سے اتنی متاثر ہوئیں کہ باوجود ان پڑھ ہونے کے، احمدیت کی طرف مائل ہوگئیں اور چند ماہ بعد بیعت کرلی مگر اسلم بھائی ربوہ آنے یا جماعت کی کوئی بات سننے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلسل خوابوں کے ذریعہ سے ان پر صداقتِ احمدیت روشن فرمادی۔ ان مسلسل خوابوں سے انہیں یقین ہو گیا کہ احمدیت سچی ہے اور فوری طور پر بیعت کر لی۔ یہ 1964ء کا واقعہ ہے جبکہ ان کی عمر 20 سال تھی اور ساتھ ہی سب کچھ بیچ کر والدہ محترمہ کو لے کر ربوہ آگئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہماری فیملی کو ایک بار پھر اکٹھا کر دیا۔ الحمدللہ۔

تھوڑے عرصہ بعد ہی اسلم بھائی کو واپڈا کے محکمہ میں حافظ آباد کے مقام پر سرکاری ملازمت مل گئی مگر ان کے دل میں تڑپ تھی کہ ان کا قیام ربوہ میں ہونا چاہئے۔ ایک سال بعد ہی خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں درجہ چہارم کی ایک آسامی نکلی تو انہوں نے بھی درخواست دے دی۔ انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ سرکاری ملازمت اور پُرکشش تنخواہ چھوڑ کر معمولی تنخواہ پر ربوہ کیوں آنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نیا احمدی ہوں اور ربوہ کے پاکیزہ ماحول میں رہ کر جماعت کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال انہیں خدمت پر رکھ لیا گیا اور ایوانِ محمود کے در و دیوار گواہ ہیں کہ انہوں نے بہت محنت کی اور اپنے کئے ہوئے عہد کو خوب نبھایا اور 40 سال سے زائد عرصہ تک خدمت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلم بھائی بہت دیانتدار اور اطاعت شعار تھے جو بھی ڈیوٹی ان کے سپرد کی جاتی اس کو بخوشی سرانجام دیتے۔ محلّہ میں دیگر خدام کے ہمراہ ساری ساری رات حفاظتِ مرکز کی ڈیوٹی ہو یا وقارِ عمل، کوئی جماعتی کام ہو یا کسی ضرورت مند کا ذاتی کام، نہایت خندہ پیشانی سے سرانجام دیتے۔

نظامِ سلسلہ کی سختی سے پابندی کرتے اور اپنی اولاد کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے۔ نظام کے خلاف کہیں کوئی بات دیکھتے تو نفرت اور اس سے برات کا اظہار کرتے اور ہرگز برداشت نہ کرتے۔ نماز باجماعت کے بہت پابند تھے اور چندوں میں بھی باقاعدہ تھے۔ ہر کارِ خیر کو بجالا کر راحت محسوس کرتے تھے۔ بہت محنتی تھے، بے کار بیٹھنا ان کے لئے دوبھر ہوتا۔ پڑوسیوں اور دیگر دوستوں کے کاموں میں مددگار رہنا انہیں بہت پسند تھا۔ بہت ہر دلعزیز تھے اسی لئے ان کی نمازِ جنازہ میں ایک ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔

آخر میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے فضل سے مغفرت کا سلوک فرمائے، جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، ان کے پسماندگان جن میں ان کی بیوہ اور تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم رضوان مبشر صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ داتا زید کا ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

زاہد حمید چیمہ ابن مکرم عبدالحمید چیمہ صاحب سیکرٹری مال داتا زید کا ضلع سیالکوٹ نے بعمر 11 سال خدا کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ اس کی تقریب آمین مورخہ 19 فروری 2014ء کو بیت الذکر داتا زید کا میں ہوئی۔ بچے سے قرآن کریم مکرم نعیم الرشید صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مقامی نے سنا اور دعا کروائی۔ بچے کو قرآن کریم مکرم محمد نور بھٹی صاحب معلم سلسلہ وقف جدید نے پڑھایا ہے۔ بچہ حضرت نور احمد چیمہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآنی علوم حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم محمد اختر صاحب معلم وقف جدید گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

کاشف اقبال ابن مکرم محمد اقبال صاحب سیکرٹری نومبائعین ضلع گوجرانوالہ کی تقریب آمین مورخہ 7 فروری 2014ء کو الحسین میرج ہال گکھڑ منڈی میں ہوئی۔ مکرم ملک فرحان احمد صاحب نائب امیر ضلع و قائد علاقہ خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ نے بچے سے قرآن کریم کے مختلف حصص سنے اور دعا کروائی۔ اس تقریب میں مہمانوں کی تعداد 30 تھی۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو قرآن کریم کی صحیح تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم اعجاز احمد طاہر صاحب نصیر آباد عزیز ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 3 مارچ 2014ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولودہ کا نام اسماء اعجاز عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم منور احمد اٹھوال صاحب نصیر آباد عزیز ربوہ کی پوتی اور مکرم بشارت علی سدھو صاحب نبی سر سندھ کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالحہ، خادمہ دین، قابل فخر وجود، صحت وسلامتی والی فعال زندگی والی اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

نکاح

مکرم محمد اقبال صاحب سیکرٹری تربیت نومبائعین ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ عارفہ اقبال صاحبہ واقفہ نو کے نکاح کا اعلان مکرم حسن کمال طارق ملک صاحب ابن مکرم طارق اصغر ملک صاحب سابق قائد مجلس سمبڑیال ضلع سیالکوٹ حال جرمنی کے ساتھ مبلغ سات ہزار یورو حق مہر پر مورخہ 7 فروری 2014ء کو الحسین میرج ہال گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں مکرم محمد اختر صاحب معلم وقف جدید نے کیا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالمنعم کڑک صاحب خالد کڑک روڈ لاہور چھاؤنی تحریر کرتے ہیں۔

میرے ماموں محترم ملک محمود احمد خان صاحب ابن حضرت شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی سابق پریذیڈنٹ بٹالہ رفیق حضرت مسیح موعود مقیم کیولری گراؤنڈ لاہور چھاؤنی بقضائے الٰہی 11 فروری 2014ء کو بوجہ ہارٹ اٹیک اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 13 فروری 2014ء کو کڑک ہاؤس لاہور چھاؤنی میں مکرم حسین احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور محترم ملک طاہر احمد صاحب امیر ضلع لاہور نے دعا کروائی۔ بوقت وفات مرحوم ماموں جان کی عمر 97 برس تھی۔ آپ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور تمام چندہ جات کی تحریکوں میں شامل ہوتے۔ آپ اخلاص اور محبت سے تمام جماعت کے لوگوں سے پیش آتے۔ عاجز، منکسر المزاج، خدمت گزار اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب مرحوم ریڈیالوجسٹ میو ہسپتال اور مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب آف فلپس کے چھوٹے بھائی تھے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز ان کی تمام نیکیاں ان کی اولاد میں قائم رہیں۔ آمین

کامیابی

مکرم خالد محمود صاحب سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مومنہ ماہم واقفہ نو نے پاکستان کے تمام فضائیہ سکولز کے تحت ہونے والے امتحان CAS Honour میں کلاس 7th میں سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ تقریب منعقدہ 10 فروری 2014ء اسلام آباد میں ایئر وائس مارشل سے سلور میڈل اور کیش انعام حاصل کیا۔ اس کے علاوہ عزیزہ نے اپنے سکول فضائیہ ماڈل انٹر کالج سرگودھا میں 7th کلاس میں Over All First پوزیشن بھی حاصل کی تھی اور شاہین فاؤنڈیشن (P.A.F) کی طرف سے سات ہزار روپے کیش انعام بھی حاصل کیا تھا۔ مومنہ ماہم مکرم چوہدری فضل الٰہی صاحب (ر) سکواڈرن لیڈر و سابق نائب ناظر امور عامہ کی پوتی اور مکرم (ر) پروفیسر ظفر احمد حسنی صاحب کی نواسی ہے۔ بچی کی آئندہ کامیابیوں اور جماعت کیلئے مفید وجود بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم محمد اختر صاحب معلم وقف جدید گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ غفوراں بی بی صاحبہ بیوہ مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ مورخہ 15 فروری 2014ء کو بعمر 85 سال وفات پا گئیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ نماز جنازہ مورخہ 16 فروری کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے پڑھائی اور بعد تدفین دعا مکرم آصف جاوید چیمہ صاحب صدر عمومی ربوہ نے کروائی۔ مرحومہ سادہ مزاج مخلص خاتون تھیں۔ تلاوت قرآن کریم، تہجد اور نمازیں باقاعدہ ادا کرنے والی تھیں۔ مرحومہ نے اپنی شادی کے بعد قرآن کریم پڑھا آپ نے تین بیٹے مکرم محمد ارشد صاحب، مکرم محمد خالد صاحب گکھڑ منڈی مکرم محمد طاہر صاحب جرمنی اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا محمد شریف صاحب سیکرٹری تحریک جدید چونڈہ ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ پروین اختر صاحبہ 22 فروری 2014ء کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئیں۔ ان کی عمر 68 سال تھی۔ اگلے روز نماز جنازہ مکرم شاہد محمود خان صاحب مربی سلسلہ چونڈہ نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ مرحومہ نے تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے، جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور سوگواروں کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

جلسہ یوم مصلح موعود

(مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ)

مکرم محمد انور نسیم صاحب منتظم عمومی مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ 26 فروری 2014ء کو دفتر انصار اللہ مقامی کے ہال میں یوم مصلح موعود کا جلسہ ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ پڑھ کر سنائے۔ بعدازاں مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب منتظم تعلیم القرآن نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر کے موضوع پر ایک تقریر کی۔ بعدازاں مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ مقامی نے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ میں 98 احباب شامل ہوئے۔ یہ اجلاس 6 بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ بعدازاں حاضرین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

☆......☆......☆

سانحہ ارتحال

مکرم حکیم منور احمد عزیز صاحب دارالفتوح شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری خالہ محترمہ فتح بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم میاں خیر دین صاحب بھٹہ، والدہ مکرم غلام سرور بھٹہ صاحب ماشاء اللہ احمدیہ فرنیچر ہاؤس دارالرحمت مورخہ 7 مارچ 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اُسی روز بعد نماز جمعہ آپ کی نماز جنازہ بیت المبارک میں مکرم محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی نے پڑھائی بفضل اللہ تعالیٰ آپ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی بوقت وفات آپ کی عمر 93 سال تھی۔ آپ کی پیدائش پیر کوٹ ثانی ضلع حافظ آباد میں ہوئی آپ کے دو چچا رفقاء حضرت مسیح موعود تھے آپ احمدیت اور خلفاء سلسلہ سے بڑی عقیدت رکھتی تھیں۔ مرحومہ نے تین بیٹے تین بیٹیاں پندرہ پوتے، آٹھ پوتیاں گیارہ نواسے تیرہ نواسیاں، پندرہ پڑپوتے گیارہ پڑپوتیاں 23 پڑنواسے اور 19 پڑنواسیاں سوگوار چھوڑی ہیں آپ کا ایک پوتا اور ایک نواسہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆......☆......☆

تقریب تقسیم انعامات سہ ماہی اول

(مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ کو اپنی سہ ماہی اول کی تقریب تقسیم انعامات مورخہ 18 فروری 2014ء کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام ایوان محمود منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ تقریب کے مہمان خصوصی محترم چوہدری اللہ بخش صادق صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم وجاہت علی صاحب معتمد خدام الاحمدیہ مقامی نے سہ ماہی اول کی کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ 59 خدام کو وصیت کے نظام میں شامل کیا گیا۔ مورخہ 24 جنوری تا 2 فروری 2014ء عشرہ تربیت منایا گیا۔ حلقہ جات کی سطح پر 174 علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ تعلیم القرآن کلاسز 67 حلقہ جات میں جاری ہیں جن میں 2 ہزار کے قریب خدام شامل ہو رہے ہیں۔ مقابلہ مضمون نویسی میں 930 خدام نے مضامین لکھے۔ مورخہ 10 تا 19 جنوری دوسرا عشرہ اصلاح وارشاد منایا گیا۔ ربوہ کی مجلس کو سہ ماہی اول میں 7 پھل حاصل ہوئے۔ 294 کلاسز داعیان، 66 مجالس سوال وجواب 173 اجلاسات، سیرۃ النبی ﷺ اور 45 کیسٹ پروگرام منعقد کئے۔

محلّہ جات میں 511 ورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں 8 ہزار 775 خدام شامل ہوئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کو پنجاب میں حکومتی سطح پر ہونے والے یوتھ فیسٹیول میں شرکت کا بھی موقع ملا۔ کل 769 وقار عمل ہوئے جن میں مجموعی طور پر 24 ہزار 423 خدام شریک ہوئے۔ 1 ہزار 723 سے زائد پودے لگائے گئے۔ 13 دسمبر 2013ء کو مثالی وقار عمل کروایا گیا۔ 49 حلقہ جات میں فری کوچنگ کلاس جاری ہے۔ خدام کو 1 ہزار 6 بیگز عطیہ خون پیش کرنے کی توفیق ملی۔ کل 61 میڈیکل کیمپس کا انعقاد ہوا جس میں 6 ہزار 181 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ عیادت مریضاں کے لئے 68 ہزار 900 روپے مالیت کے تحائف اور راشن کی صورت میں 98 ہزار 760 روپے جبکہ نقد امداد پر 2 لاکھ 18 ہزار 410 روپے خرچ کئے گئے۔ 85 خدام عطیہ چشم کی تحریک میں شامل ہوئے۔

رپورٹ کے بعد محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے اور خدام کو نصائح کیں۔ محترم سہیل مبارک شرما صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مہمان خصوصی اور مہمانان اور تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ دعا کے بعد تمام شرکاء کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

سالانہ ورزشی مقابلہ جات

(مدرسۃ الظفر وقف جدید ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مدرسۃ الظفر وقف جدید ربوہ کو اپنے سالانہ ورزشی مقابلہ جات مورخہ 17 تا 19 فروری 2014ء کروانے کی توفیق ملی۔ مقابلہ جات کا باقاعدہ افتتاح 17 فروری 2014ء کو محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب ممبر بورڈ وقف جدید نے کیا۔ مقابلہ جات سے قبل طلباء کے تین گروپس دیانت، شجاعت، صداقت کے درمیان ابتدائی میچز کروائے گئے۔ ان میں کل 20 انفرادی اور 10 اجتماعی مقابلہ جات کروائے گئے۔ انفرادی مقابلہ جات میں کلائی پکڑنا، نشانہ غلیل، ڈاٹ گیم، ٹرپل جمپ، دوڑ 100 میٹر، دوڑ 400 میٹر، وزن اٹھانا، پنجہ آزمائی، لمبی چھلانگ، اونچی چھلانگ، نیزہ پھینکنا، تھالی پھینکنا، تین ٹانگ دوڑ، سلو سائیکلنگ، ثابت قدمی، 23 کلومیٹر کراس کنٹری ریس، 10 کلومیٹر تیز پیدل چلنا، 60 کلومیٹر ریس اور روک دوڑ کے مقابلے جبکہ اجتماعی مقابلہ جات میں کرکٹ، فٹ بال، والی بال رسہ کشی، باڑی، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور ڈاک دوڑ کے مقابلے شامل تھے۔

مورخہ 19 فروری 2014ء کو مقابلہ جات کی اختتامی تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی محترم ملک خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت تھے۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم عمران اسلم صاحب استاد مدرسۃ الظفر نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے اور اپنے خطاب میں طلبہ کو نصائح کیں۔ امسال مجموعی طور پر اول دیانت گروپ رہا، جبکہ بہترین کھلاڑی کا انعام مکرم محمد خاور متعلم درجہ ثالثہ نے حاصل کیا۔

تقریب کے اختتام پر مکرم محمد اقبال عابد صاحب پرنسپل مدرسۃ الظفر وقف جدید نے تمام انتظامیہ، معاونین اور مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

زدجام عشق
مردانہ طاقت کی مشہور دوا
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PH:047-6212434,6211434

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

خبریں

جسم کے اندر ہی سٹیم سیلز کی تیاری کا تجربہ

ماہرین طب نے خراب یا بیمار اعضا کو سٹیم سیلز کی مدد سے نئے بنانے کی جانب پیشرفت شروع کر دی ہے سپین کے نیشنل کینسر ریسرچ سنٹر کی تحقیق کے دوران محققین نے پہلی بار ایک زندہ جانور کے جسم کے اندر ہی سٹیم سیلز کی تیاری کا کامیاب تجربہ کیا ہے۔ نئے تجربے سے یہ امید پیدا ہو گئی ہے کہ خراب اعضا کو نئے سیلز کے ذریعے ٹھیک کیا جا سکے گا اور نئے ٹشوز بنائے جا سکیں گے۔ ریسرچ ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر مینوئل کا کہنا ہے کہ انسانوں میں سٹیم سیلز کی آزمائش میں ابھی کچھ عرصہ درکار ہے تاہم ہمارے تجربے کے بعد اب جسموں کے اندر ہی سٹیم سیلز کی تیاری ممکن ہو سکے گی۔

(روزنامہ دنیا 14 ستمبر 2013ء)

زمانہ قدیم کا انسان بھی ذائقے دار کھانوں کا شوقین تھا

ماہر آثار قدیمہ کو ڈنمارک اور جرمنی سے کھدائی کے دوران 6 ہزار سال پرانے ایسے برتن ملے ہیں جن میں مصالحوں سے بھرپور کھانوں کی باقیات موجود ہیں، یونیورسٹی آف یورک کے محققین نے دو پیالے دریافت کئے ہیں جن میں سرسوں، مچھلی اور لہسن کے نشانات پائے گئے ہیں، جس پر محققین کا کہنا ہے کہ قدیم دور کے انسان ان مصالحوں کو غذائیت کے لئے نہیں بلکہ ذائقے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔

(روزنامہ دنیا 27/اگست 2013ء)

☆......☆......☆

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ڈسکاؤنٹ مارٹ
Cosmetics, Perfumes, Hoisery, Jewelry Hair Colors of Leading brands loreal, Keune, Bct, Garnier, Revlon & also local made available at reasonable price
Malik Markeet
Railway Road Rabwah 0333-9853345

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

ربوہ میں طلوع وغروب 12۔ مارچ

طلوع فجر	5:02
طلوع آفتاب	6:21
زوال آفتاب	12:19
غروب آفتاب	6:16

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

12 مارچ 2014ء

3:45 am	سوال وجواب
6:20 am	گلشن وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
11:45 am	جلسہ سالانہ یوکے 24 جولائی 2011ء
2:15 pm	سوال وجواب
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 16 مئی 2008ء
8:00 pm	دینی وفقہی مسائل
11:20 pm	جلسہ سالانہ یوکے

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن فون دفتر: 6214209
Skype id:alrehman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

CASA
BELLA
Home Furnishers

Master Craftmanship
FURNITURE
13-14, Silkot Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36668937, 36677178
E-mail: mrahmad@hotmail.com
FABRICS
1- Gilgit Block
Fotress Stadium, Lahore
Ph: 042-36660047, 36650952
A Complete Range of Furniture, Accessories Wooden Flooring

FR-10